قیام امن ۔۔۔ سیرت طیبہ سے چند مثالیں

اسماء بیگم*

فرمان ربانی ہے ۔

"وماارسلنک ۔الا رحمۃ للعالمین (۱)"

ترجمہ: اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

اور اسی داعی امن نے اپنے عمل سے جو انقلاب برپا کیا وہ بھی عجیب تھا ۔ شاید چشم عالم نے ایسا انقلاب نہ دیکھا ہو ۔ ایک قوم کی جگہ دوسری قوم کو نہیں لایا گیا بلکہ اسی قوم اور اسی معاشرے کی اصلاح کی گئی اور وہ بھی اس طرح کہ انسان کو انسان سے پیار کرنا سکھادیا گیا، اس کی تعظیم و تکریم سکھا دی اور اس کو یاس و ناامیدی سے نکال کر اتنا نوازا، اتنا نوازا کہ وہ دوسروں کے لیے سراپا رحمت بن گیا۔

حضور اکرم صلی علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اجتماعی جدوجہد کا آغاز کوہ صفا کے اعلان سے فرمایا ۔ (۲) آپ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور لوگوں کو پکارا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ان کے دلوں میں اس قدر گھر کئے ہوئے تھی کہ ہر شخص آپ کی پکار سن کر دوڑا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ نے سب سے پہلے یہ نہیں فرمایا کہ تم لوگ برائیاں چھوڑ دو (۳) بلکہ سب سے پہلے اپنی شخصیت کو ان کے سامنے رکھا اور فرمایا: لوگو! تمہاری میرے متعلق کیا رائے ہے؟ سب نے یک زبان جواب دیا ہم آپ کو امین و صادق سمجھتے ہیں ۔ رحمتہ للعالمین نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنی ذات کے لیے مزید اقرار لینا ضروری سمجھا اور فرمایا کہ میں اگر یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے دشمن کا لشکر چھپا ہوا ہے اور وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم اس بات کو مان لو گے؟ قریش مکہ بے ساختہ بولے "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس بات کو ضرور مان لیں گے ۔ جب شخصیت کی حیثیت واضح طور پر متعین ہوگئی تو پھر آپ نے ان کے سامنے وہ دین پیش کیا جو سراپا امن و سلامتی ہے ۔ (۴) اس کے بعد کے واقعات پر ہم اگر نظر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر موقع پر آپ نے اپنے عمل سے قیام امن کو یقینی بنادیا۔

مثالیں۔

۱) مسلمانوں پر زیادتیاں ہوتے دیکھ کر آپ نے انہیں طاقت سے جواب دینے کے لیے نہیں فرمایا

---

* لیکچرار، شعبہ علوم اسلامی، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

بلکہ قیام امن کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ وہ ہی حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں ۔(۵)

۲) قریش کے قطع تعلق کا جواب قطع تعلق سے نہیں دیا بلکہ امن و امان کی خاطر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور ہوگئے ۔(۶)

۳) سفر طائف میں جب آپ کی دعوت پر لبیک کہنے کی بجائے وہ لوگ آپ کی ایذا رسانی کا سبب بنے تو بھی آپ نے ان کے لئے امن و عافیت کی دعا کرتے ہوئے فرمایا" میں ان لوگوں کی تباہی کے لیے کیوں بددعا کروں یہ اگر ایمان نہیں لاتے تو کوئی بات نہیں امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ضرور اللہ پر ایمان لانے والی ہوں گی ۔" (۷)

۴) جب قریش نے مدینہ منورہ ہجرت کے لئے مجبور کردیا اور سفر ہجرت کے دوران سراقہ بن مالک بن جعشم انعام کے لالچ میں پیچھا کرتے ہوئے مبتلا عذاب ہونے کے بعد امن کا خواستگار ہوا تو آپ نے اسے بھی پروانہ امن لکھ دیا (۸)

۵) مدینہ پہنچنے پر آپ نے میثاق مدینہ (۹) اور رشتہ مواخات (۱۰) کا سلسلہ قائم کرتے ہوئے اخوت اور امن کی وہ بنیاد ڈال دی کہ آج تک تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے ۔

۶) معاہدہ حدیبیہ کے نکات پر غور کیجئے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام امن کی خاطر اپنے نام کے ساتھ رسول اللہ نہ لکھنے کی بھی اجازت دے دی ۔(۱۱)

۷) معاہدہ حدیبیہ کے بعد آپ نے سلاطین اور امراء عالم کی طرف جو تبلیغی خطوط تحریر فرمائے ان میں بنیادی موضوع قیام امن ہی تھا خصوصاً کسری پرویز بن ہرمز شاہ فارس کے نام خط میں بالکل واضح طور پر یہ عبارت موجود ہے ۔" اسلم تسلم " (۱۲) اسلام قبول کرلو امن میں رہو گے ۔

۸) اور فتح مکہ جو کسی بھی فاتح کے خوابوں کی تعبیر ہوتی ہے ۔دنیا نے پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے بعد فاتح اور مفتوح کا معاملہ دیکھا ہے ۔لیکن کیا دنیا کو امن کی نعمتوں سے سرفراز فرمانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کی مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں اتنی عظیم فتح جو اکیس برس کی طویل اور جان لیوا کشمکش کے بعد حاصل ہوئی اور وہ بھی اس پر امن طریقہ پر کہ قتل و غارت سے اسلامی فوج کو بالکل منع کردیا اور یہ اس شہر کی بات ہے جس میں آپ کے ساتھ ہر طرح کی ایذا رسانی کی گئی ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے منصوبے تیار کئے گئے اور آخر کار آپ کو اس شہر سے نکل جانے پر مجبور کردیا گیا ۔اسی شہر میں حضور نے خون کا ایک قطرہ بھی گرانا پسند نہ فرمایا ۔بڑے بڑے جانی دشمن مفتوح ہوکر سامنے آئے تو قیام امن کے داعی نے فرمایا: " میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔

"لا تثریب علیکم الیوم فاذھبوا فانتم الطلقاء" (۱۳)

ترجمہ۔ آج کے دن تم سے کوئی باز پرس نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔

۹) پیغمبر اسلام نے اپنے عمل سے نہ صرف وقتاً فوقتاً ہمارے لئے قیام امن کی مثالیں چھوڑیں بلکہ اپنے آخری پیغام حجتہ الوداع میں ان تمام رسموں کو ختم کرنے کا اعلان کیا جو امن کو درہم برہم کرنے کا سبب تھیں۔

عربوں میں یہ رواج تھا کہ جب کسی خاندان کا کوئی شخص کسی کے ہاتھ سے قتل ہوتا تو اس کا انتقام لینا خاندان والوں کا فرض بن جاتا اور سینکڑوں برس گزر جانے کے بعد بھی ادائیگی فرض کا یہ سلسلہ جاری رہتا۔ یوں لڑائیوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ قائم ہوجاتا اور لوگوں کے لئے امن کی زندگی ایک خواب بنی رہتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام امن کی خاطر نہ صرف اس دن اس بیہودہ رسم کے خاتمہ کا اعلان کیا بلکہ اپنے عمل سے ہمارے لئے بہترین مثال پیش فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

و دماء الجاھلیۃ موضوعۃ و ان اول دم اضعہ، دماء آدم ابن ربیعۃ۔" (۱۴)

ترجمہ: جاہلیت کے تمام انتقامی خون باطل کردیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کی طرف سے آدم بن ربیعہ کا خون باطل کرتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ سے قیام امن کی مثالیں ہم سے کیا تقاضہ کرتی ہیں اور ہمارا عمل کیا ہے؟

کاش کہ ہم اس حقیقت سے آشنا ہوجاتے تو اختلاف قوم، رنگ و نسل اور زبان، تمام جھگڑے از خود مفقود و متروک ہوجاتے اور نہ صرف وطن عزیز اور عالم اسلام میں قیام امن یقینی ہوجاتا بلکہ دنیائے عالم میں امن کا عظیم رشتہ قائم ہوجاتا۔

کیا ہم سیرت طیبہ کی ان مثالوں سے سبق لے رہے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے قیام امن کے عطا کردہ اس عظیم الشان عملی نظام کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اپنے اذھان کے ناکام اصول و قوانین کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں۔ آج دنیا میں امن قائم کرنا مشکل کیوں ہوتا جارہا ہے۔ اس لیے کہ ہم نے جس تیزی سے مادی ترقی کی ہے، اخلاقی طور پر اس کا ساتھ نہ دے سکے۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا (۱۵)

خاص طور پر ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ہمارے ملک پاکستان کا سب سے بڑا شہر جو شہر قائد بھی ہے، تفرقات اور نفرت و عداوت کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ یہ وہی فرزندان شہر ہیں جن کے آباؤ اجداد نے حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی قیادت میں یک جان ہوکر رشتہ ملی کے عظیم جذبہ سے سرشار اسلامی

رشتہ مواخات کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمانان برصغیر کی فلاح و نجات اور استحکام و ترقی کے لئے پاکستان کو وجود بخشا۔ ہماری امن و سلامتی، عزت و وقار ترقی و استحکام اور سکون و آشتی کا واحد ذریعہ قیام امن ہے۔

اس سلسلے میں ایک بات اور ذہن نشین رکھنی ضروری ہے کہ ہم قیام امن کی پوری ذمہ داری صرف حکومت پر نہیں ڈال سکتے، بلکہ اس ذمہ داری میں ہم سب برابر کے شریک ہیں اور ہم سب اللہ کے سامنے جواب دہ ہوں گے کیوں کہ اللہ کے رسول کا یہ حکم بالکل واضح ہے کہ:

"کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ" (۲۲)

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی نگہبانی کی بازپرس ہوگی۔

حاصل بحث:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے نہ صرف اپنی حیات طیبہ میں قیام امن کی درخشندہ مثالیں پیش فرمادیں بلکہ پوری امت مسلمہ کو نگہبان اور نگران ٹھہرا کر اس سلسلہ کو جاری و ساری فرما دیا۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس سے عہدہ براہوں۔ اگر ہم قیام امن چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اپنے عمل سے وہ سب کچھ کر دکھانا ہوگا جسکا ذکر قیام امن کے حوالے سے سیرت طیبہ کی مثالوں کے ذریعہ کیا گیا۔

مراجع، مصادر و حواشی

۱) قرآن، ۴۷:۲۱

۲) جب قرآن کی آیت "وانذر عشیرتک الاقربین" (قرآن، ۲۱۴:۲۶) نازل ہوئی تو آپ نے اہل قریش کو اکٹھا کر کے ان کو دعوت اسلام دی۔

۳) آپ کے پیش رو پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے خطبہ کوہ میں سب سے پہلے برائیوں سے اجتناب کی طرف توجہ دلائی جب کہ خاتم النبین نے قریش کے سامنے اپنی مثال رکھی کہ میں بھی اسی معاشرے کا فرد ہوں اور میرے اخلاق کریمانہ کے تم قائل ہو تو پھر میری دعوت پر لبیک کہو تاکہ تم بھی اصلاح پاؤ اور پورے معاشرے کی اصلاح ہوجائے اور تم امن کی فضاء میں زندگی بسر کرسکو۔

۴) فتح الباری (شرح بخاری) ابن حجر، احمد بن علی عسقلانی، بیروت، دارالمعرفہ، ص۔۴۳۷، جلد نمبر ۸۔

۵) زاد المعاد، ابن قیم، ابی عبداللہ، بیروت، دار الفکر،، ص۔ ۲۴، الجزالاول

۶) ایضاً، ص۔۴۶، الجزالثانی۔

۷) صحیح مسلم، امام مسلم بن الحجاج القشیری، بیروت، دارالفکر، ۱۴۰۰ھ ص۔۱۴۲۱۔

۸) زاد المعاد، ابن القیم، ابی عبداللہ، محولہ بالا، ص ۵۳، الجز الثانی

۹) السیرۃ النبویہ، ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک، بیروت، داراحیاء التراث الاسلام، ص ۔۵۰۱ تا ۵۰۲، القسم الاول

۱۰) زاد المعاد، ابن القیم، ابی عبداللہ، محولہ بالا، ص ۔۵۶، الجز الثانی

۱۱) صحیح مسلم، امام مسلم بن الحجاج القشیری، محولہ بالا، الجز الثالث

۱۲) فتح الباری (شرح بخاری)، ابن حجر، احمد بن علی عسقلانی، محولہ بالا، ص ۔۳۲، الجز الاول

۱۳) قرآن، ۹۲: ۱۲، السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام، ابو محمد بن عبدالملک، محولہ بالا ص ۔۵۵ الجز الرابع

۱۴) سنن ابی داؤد، ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ص ۔۱۸۵، الجز الثانی

۱۵) کلیات اقبال، اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، محولہ بالا، ص ۲۷۳۔

۱۶) صحیح مسلم، امام مسلم، بن الحجاج القشیری، کراچی، نور محمد اصح المطابع، ۱۳۷۵ھ، ص ۔۳۱۷؛ جلد دوم

۱۷) صحیح بخاری، بخاری محمد بن اسماعیل، کراچی، نور محمد اصح المطابع، ۱۳۸۱ھ، ص ۔۶، جلد اول

۱۸) قرآن، ۱۷۸: ۲، ۲۲۰: ۲ اور ۲: ۴۹ وغیرہ

۱۹) مسند احمد، احمد، امام حنبل، بیروت، المکتب الاسلامی، ص ۔۵۴، الجز الثانی